حق حق حق

وَالذین اتبعوا ھم باحسان رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ

طوبیٰ لمن رأنی و لمن رأ من رأنی

تنویر الصحیفة

فی تابعیة ابی حنیفة رضی اللہ عنہ

:مصنف:

امام المتأخرین قیام الملت والدین

حضرت علامہ قیام الدین عبد الباری

فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ

:تخریج:

مفتی محمد احمد رضا اشرفی مصباحی

شیخ الحدیث جامعہ چشتیہ خانقاہ حضرت شیخ العالم ردولی شریف ضلع فیض آباد، اتر پردیش

:ناشر:

شعبۂ نشر واشاعت: جامعہ چشتیہ

:المتعلقہ:

خانقاہ حضرت شیخ العالم ردولی شریف ضلع فیض آباد، یوپی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	تنویر الصحیفہ فی تابعیۃ ابی حنیفۃ
مصنف	امام المتاخرین حضرت علامہ قیام الدین عبد الباری فرنگی محلی
تقدیم و تخریج	مفتی محمد احمد رضا اشرفی مصباحی
پروف ریڈنگ	مولانا نیاز احمد اشرفی، مولانا حسین اختر مصباحی
سنہ اشاعت	۲۰۱۱ء
ناشر	شعبہ نشر و اشاعت جامعہ چشتیہ خانقاہ حضرت شیخ العالم ردولی شریف، ضلع فیض آباد۔
کمپوزنگ	پرنٹ ایکسپیرز، لکھنؤ موبائل: 9450110238
طباعت	نور پرنٹرس، لکھنؤ موبائل: 9336628735
تعداد اشاعت	ایک ہزار
قیمت	

ملنے کا پتہ:

جامعہ چشتیہ خانقاہ حضرت شیخ العالم ردولی شریف، ضلع فیض آباد۔

موبائل : 9026742301

حق حق حق

عرض ناشر

فکر اسلامی کی معتبر شارح، صوفی روایات کی قدیم پاسباں، خانقاہ شیخ العالم ارباب علم و دانش کے درمیان ایک منفرد مقام رکھتی ہے، خانقاہ کے موجودہ سجادہ نیر ملت حضرت شاہ عمار احمد احمدی فاروقی عرف نیر میاں صاحب قبلہ ہیں، موصوف اعلیٰ تعلیم یافتہ، وسیع الخیال، روایتی قدروں کے امین اور خانقاہی فکر وشعور کی نمایاں پہچان ہیں، دعوتی وعلمی سرگرمیوں میں اپنے نیک سیرت و نیک صورت پیش رووں کی تصویر ہیں، فکر و کردار کی رعنائیاں نتیجہ خیز کارکردگیوں سے مترشح ہیں، ۱۹۹۹ء میں حضرت صاحب سجادہ نے نئے حوصلوں اور نئی امنگوں کے ساتھ خانقاہ شیخ العالم کے وسیع وعریض صحن میں ''جامعہ چشتیہ'' نامی ایک ادارہ کی بنیاد رکھی جس نے بہت ہی قلیل عرصے میں اپنی بلند تعلیمی و تعمیری کارکردگیوں کی بنا پر ایک نمایاں مقام حاصل کیا۔ خوبصورت سہ منزلہ ''سینٹرل بلڈنگ'' طلبہ کی رہائش کے لئے امکانی سہولیات سے معمور وسیع ترین ''ہاسٹل'' جدید وقدیم اور کمیاب و نایاب کتابوں کی ایک بھاری تعداد پر مشتمل لائبریری، ایک وسیع پلاٹ پر چشتیہ گرلس انٹر کالج کی پرشکوہ زیر تعمیر عمارت اور خانقاہ شیخ العالم کی دیدہ زیب بلڈنگ ہر آنے والے کو دعوت نظارہ دے رہی ہے۔

تعلیمی سطح پر حفظ وقرأت کے ساتھ ذی استعداد علماء کرام کی نگرانی میں درس نظامی کی معیاری تعلیم، شعبۂ پرائمری، جونیئر ہائی اسکول، چشتیہ ہائیر سکنڈری اسکول، شعبۂ نشرواشاعت اور ان تمام شعبے جات کی تنظیم وتنسیق کا صاف وشفاف نظام ادارہ کے عروج وارتقا کو چار چاند لگا رہا ہے اور یہ سب یقیناً حضرت شیخ العالم علیہ الرحمہ کے روحانی فیوض اور بانی ادارہ حضرات صاحب سجادہ طال اللہ عمرہٗ کی اخلاص بھری کاوشوں کا ثمرہ ہے۔

حضرت صاحب سجادہ نے ایک مضبوط منصوبے کے تحت اپنے اسلاف اور اکابر علماء اہلسنت و جماعت کی نایاب ترین کتابوں کو منظر عام پر لانے کا بیڑا اٹھایا ہے اور پچھلے کئی

سالوں سے اپنی ورکنگ ٹیم کے ساتھ اس میں ہمہ تن مصروف بھی ہیں، حضرت صاحب سجادہ اس علمی اور اشاعتی ورک میں کہاں تک کامیاب ہیں اس کا اندازہ ہمارے ستھرے ذوق قارئین کو خوب ہے اور جامعہ کے کوئی درجن بھر مطبوعات بھی اس پر شاہد و ناطق ہیں۔ اسی اشاعتی منصوبے کے تحت سال رواں دو اہم ترین کتابیں "تنویر الصحیفہ فی تابعیہ ابی حنیفہ" اور تجلیات شہید عشق ہم آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

تنویر الصحیفہ جیسا کہ نام ہی سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب امام اعظم حضرت نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ (ولادت ۸۰ھ، وفات ۱۵۰ھ) کی تابعیت کے اثبات میں امام الہند حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی (وفات ۱۳۴۴ھ) کی شاہکار تصنیف ہے، مولانا کو جو علمی مقام اور جو فکری بلندی حاصل تھی اس کی گہری چھاپ پوری کتاب میں نمایاں ہے اپنی وجاہت علمی اور وسیع مطالعہ کا ثبوت دیتے ہوئے مولانا نے ہر تحریر کو کسوٹی پر جانچنے پرکھنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ کتاب چونکہ قدیم انداز پر لکھی گئی تھی اس لئے جدید تقاضوں کے پیش نظر تخریج کی ضرورت محسوس کی گئی لہٰذا صاحب سجادہ کے ایماء و اشارہ پر حضرت مولانا مفتی احمد رضا صاحب اشرفی مصباحی نے تخریجی عمل کو انجام دیا ہے۔ (فجزاہ اللہ خیر الجزاء)

خیر کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے، نجی تحقیق سب سے اچھی بات ہوتی ہے جیسا کہ گذشتہ سطروں سے ظاہر ہوا کہ جامعہ ایک بڑے پروجیکٹ کو ٹیک اپ کر رہا ہے اور بجٹ کی کمی مدارس اسلامی کے ساتھ کوئی نئی بات نہیں، اس لئے تمام دردمندان ملت خصوصیت کے ساتھ سلسلۂ چشتیہ صابریہ سے وابستہ تمام افراد سے گزارش ہے کہ اپنے محبوب ادارہ کے ساتھ اشتراک وتعاون فراموش نہ کریں تاکہ جامعہ اپنے منصوبوں کو جلد پایۂ تکمیل تک پہونچا سکے۔

فقط والسلام

محمد نیاز احمد اشرفی بھاگلپوری

خادم التدریس والاشاعۃ جامعہ چشتیہ

خانقاہ حضرت شیخ العالم علیہ الرحمہ

ردولی شریف ضلع فیض آباد

حق حق حق

کلمات تبریک

از: نیر ملت حضرت شاہ عمار احمد احمدی (نیر میاں)
سجادہ نشین خانقاہ حضرت شیخ العالم علیہ الرحمہ،
ردولی شریف، ضلع فیض آباد

بڑے دنوں سے آرزو تھی کہ شیخ العالم کے دعوتی مشن کی احیا و تجدید کے لئے ایک مضبوط اشاعتی ادارہ قائم کیا جائے اور اکابر علماء اہلسنت، خصوصیت کے ساتھ علماء سلسلۂ چشتیہ صابریہ کی وہ کمیاب و نایاب تصانیف جو یا تو دیمک کی نذر ہورہی ہیں یا پھر طاق نسیاں پر رکھی ہوئی ہیں انہیں نئے سرے سے اور نئے انداز میں منظر عام پر لائی جائیں، بفضلہ تعالیٰ یہ خواب شرمندۂ تعبیر ہوا اور شعبۂ نشر و اشاعت جامعہ چشتیہ خانقاہ حضرت شیخ العالم کی جانب سے پچھلی ایک دہائی میں کوئی درجن بھر اہم ترین کتابیں منظر عام پر لانے میں کامیابی حاصل ہوئی، فالحمد للہ علی ذالک۔

اسی اشاعتی منصوبے کے تحت سال رواں دو اہم کتابیں شائع کی جارہی ہیں، ایک تو ''تنویر الصحیفہ فی تابعیۃ ابی حنیفہ'' ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے اور دوسری کتاب تجلیات شہید عشق ہے جو حضرت مولانا محمد حسین فاروقی الٰہ آبادی علیہ الرحمۃ کے سوانحی خاکہ پر مشتمل حضرت مولانا محمد الفاروقی ازہری کی تالیف ہے، دونوں کتابوں کی تخریج و تصحیح کی ذمہ داریاں عزیزم مولانا مفتی احمد رضا اشرفی مصباحی شیخ الحدیث جامعہ چشتیہ نے پوری کی ہے، انہوں نے یہ کام بڑی محنت اور لگن سے کیا ہے، دعا ہے کہ رب مقتدر ان کے علم و عمل میں برکتیں عطا

فرمائے اور دین وسنت کی حمایت وتعاون کے نیک جذبے سے انہیں سرشار کرے، خصوصیت کے ساتھ جامعہ چشتیہ خانقاہ حضرت شیخ العالم کو اس کے تمام شعبوں اور منصوبوں کے ساتھ ہمہ جہت ترقیاں عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

فقیر شاہ عمار احمد احمدی (نیر میاں)

سجادہ نشین خانقاہ حضرت شیخ العالم

ردولی شریف فیض آباد یوپی

۱؍جمادی الاولیٰ ۱۴۳۲ھ

۶؍اپریل ۲۰۱۱ء بروز بدھ

حق حق حق

تقدیم

(حضرت مولانا عبد الباری فرنگی محلی علیہ الرحمہ ایک مختصر تعارف)

و

(امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ)

ایک اجمالی تعارف

از

حضرت مولانا مفتی محمد احمد رضا اشرفی مصباحی
مفتی صابری دار الافتاء و شیخ الحدیث
جامعہ چشتیہ خانقاہ حضرت شیخ العالم
ردولی شریف، ضلع فیض آباد، یوپی

حق حق حق

تقدیم

حامداً ومصلیاً

"تنویر الصحیفة فی تابعیة ابی حنیفه" جیسا کہ نام سے عیاں ہے کہ یہ کتاب حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تابعیت کے اثبات میں لکھی گئی ہے۔

امام المتاخرین حضرت علامہ عبدالباری فرنگی محلی علیہ الرحمہ نے آج سے تقریباً ایک سو دس سال قبل یہ کتاب ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرمائی تھی اور اپنی ذاتی کوشش سے مطبع مجتبائی لکھنؤ سے چھپوا کر شائع بھی کر دی تھی۔ مگر اس کے بعد کتاب کچھ اس انداز سے روپوش ہوئی کہ حضرت مولانا کی تصنیفات کی فہرست میں اس کا صرف نام ہی دیکھنے کو ملتا تھا۔

حسن اتفاق سے خانقاہ حضرت شیخ العالم کی قدیم لائبریری "الموسوم بہ نظامی دارالمطالعہ" میں حضرت مولانا کی یہ گرانقدر تصنیف مل گئی جو انتہائی بوسیدہ اور کرم خوردہ حالت میں مخطوطات کے خانے میں پڑی ہوئی تھی۔ چنانچہ اس کی بازآبادکاری کے لئے حضرت نیر میاں صاحب قبلہ سجادہ نشین حضور شیخ العالم ردولوی وسربراہ اعلیٰ جامعہ چشتیہ نے اس کی اشاعت کا ارادہ فرمایا۔ اور اس کی تخریج وتصحیح کی ذمہ داری مجھ بے مایہ کو سونپی نیز اس پر ایک مختصر سا مقدمہ لکھنے کا بھی حکم فرمایا۔ ہر چند کہ میں اس لائق نہیں کہ حضرت قیام الملت کی تحریر پر کچھ کام کر سکوں مگر حضرت کی دعا نے حضور شیخ العالم کے فیضان اور مصنف کی روحانیت کو میری طرف کچھ اس طرح متوجہ فرما دیا کہ میں اس کام کے لئے کمربستہ ہو گیا اور جوں جوں میں نے اس طرح سبقت کی راہیں وا ہوتی چلی گئیں۔ وما توفیقی الا باللہ۔

چوں کہ کتاب صرف امام اعظم کی تابعیت کے ثبوت میں لکھی گئی ہے اور آپ کے دیگر اوصاف وخصائل پر اصول افتاء کے پیش نظر قصداً کچھ نہیں لکھا گیا۔ اس لئے اس پر مقدمہ لکھنے

کا واحد جواز یہ ہوسکتا تھا کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی شخصیت کا ایک اجمالی جائزہ پیش کیا جائے تا کہ عام قارئین کو اختصاراً دیگر ضروری گوشوں سے بھی واقفیت حاصل ہو جائے۔ لہٰذا مقدمہ کے نام پر میں نے امام اعظم کا اجمالی تعارف پیش کرنا ہی مناسب سمجھا۔ لیکن ایک قضیہ یہ بھی درپیش ہوا کہ مصنف علیہ الرحمہ کا بھی اوائل کتاب میں تذکرہ ضروری ہے کیوں کہ کتاب کی معتبریت پر صاحب کتاب کا خاص اثر مرتب ہوتا ہے اس لئے اسے بھی شامل مقدمہ کرلیا گیا۔

کتاب کی تصحیح میں مجھے بڑی دقتیں پیش آئی تھیں کیوں کہ اس کے اوراق اتنے کمزور ہو چکے تھے کہ ہاتھ لگاتے ہی ٹوٹ جاتے تھے اس پر دیمک نے ایسی مہربانی کی تھی کہ بعض عبارتیں بمشکل پڑھنے میں آتیں تاہم سیاق وسباق سے اصل الفاظ تک رسائی بالکل ممکن ہوگئی تھی۔ لیکن پھر ایک پریشانی یہ درآئی کہ کتاب سوسالہ قدیم زبان پر مشتمل ہے جس کی بہ نسبت آج زبان وبیان اور ترکیب واسلوب میں حیرت انگیز تبدیلی آئی ہے چنانچہ ارادہ ہوا کہ اس کی تسہیل کردوں مگر پھر خیال آیا کہ یہ لفظی خیانت ہوگی اور اس طرح اس کی اصل روح مجروح ہو جائے گی۔ لہٰذا اس کی اصلیت کو بعینہٖ باقی رکھی گئی۔

اس کا قدیم نسخہ فل سائز میں مکمل تیس ۳۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اب اس اشاعت میں اس کی کتابت اور صفحہ سازی میں تھوڑی سی جدت یہ آئی ہے کہ اس کے صفحات بڑھ گئے ہیں اور عربی عبارتیں جدید پیرائے میں ڈھالی گئی ہیں۔ پھر اس کا ترجمہ جو مصنف نے خود ہی کیا ہے اس کے بالمقابل درج کیا گیا ہے اور حوالہ جات کی تخریج بھی کردی گئی ہے۔

حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے علماء احناف وغیر احناف کی بیس ۲۰ سے زائد معتبر ترین کتابوں کے حوالے سے اپنے اس مضمون کو مزین کیا علاوہ ازیں دلائل عقلیہ واصول محققین و محدثین کی روشنی میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کی تابعیت پر حجت باہرہ قائم فرمادی اور مخالفین کو یہ تسلیم کرنے پر مجبور کردیا کہ ائمہ اربعہ میں سے صرف امام اعظم ہی تابعی ہیں اور جو شرائط و لوازم تحقق تابعیت کے لئے ضروری ہیں وہ امام کے اندر کماحقہٗ پائے جاتے ہیں۔

وہ کتابیں جن سے حوالہ جات کی تخریج کی گئیں ہیں۔ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) ردالمحتار- علامہ شامی (۲) الخیرات الحسان- علامہ ابن حجر مکی۔ (۳) تاریخ بغداد- خطیب بغدادی۔ (۴) مرأۃ الجنان وعبرۃ الیقظان علامہ ذہبی۔ (۵) العلل المتناہیہ- علامہ ابن جوزی۔ (۶) تبییض الصحیفہ- علامہ سیوطی۔ (۷) تہذیب الاسماء- علامہ نووی۔ (۸) شرح نخبۃ الفکر- علامہ حجر عسقلانی۔ (۹) تذکرۃ الحفاظ- علامہ ذہبی۔ (۱۰) وفیات الاعیان و ابناء الزمان- ابن خلکان (۱۱) مسند الامام- خوارزمی۔ (۱۲) مناقب امام اعظم- سید داؤد ظاہری۔ (۱۳) مناقب امام اعظم- علامہ کردری۔ (۱۴) مقدمہ ہدایا آخرین- علامہ عبدالحی۔ (۱۵) تنسیق النظام۔ (۱۶) ابراز الغیٔ- علامہ عبدالحیٔ (۱۷) ارشاد الساری- علامہ قسطلانی۔ (۱۸) فتح المغیث- علامہ سخاوی۔ (۱۹) تدریب الراوی- علامہ سیوطی۔ (۲۰) مسند الامام- ملاعلی قاری وغیرہ۔

بہر حال کتاب کی ترتیب جدید اور تصحیح وتخریج میں حتی الامکان میں نے یہ کوشش کی ہے کہ کوئی کمی نہ رہنے پائے اور اس کی اصل حیثیت پورے طور پر عیاں ہو جائے۔ لیکن غلطیوں سے فرار ہرگز ممکن نہیں اس لئے قارئین سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ کتاب میں کہیں کوئی خامی نظر آئے تو ضرور اطلاع بخشیں تا کہ آئندہ اس کی تلافی ہو سکے۔

یہاں اصل مضمون کو آغاز کرنے سے قبل تعارف مصنف علیہ الرحمہ اور امام اعظم ایک اجمالی تعارف بطور مقدمہ پہلے نذر کرتے ہیں ملاحظہ کریں۔

●

اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغ چشتیاں را ہرگز نمیرد

●

حق حق حق

مختصر تعارف

مولانا عبدالباری علیہ الرحمہ فرنگی محلی

دنیائے اسلام کا ایک بڑا حصہ جن بزرگوں کے علمی وروحانی فیضان سے لالہ زار ہوا ہے ان میں علماء فرنگی محل کو خاص امتیاز حاصل ہے۔ بحر العلوم بانی درس نظامیہ ملا نظام الدین فرنگی محلی کے بحر علم سے اٹھنے والی تلاطم خیز موجیں آج بھی مدارس اسلامیہ کے فارغین کو فیضیاب کررہی ہیں۔ علماء فرنگی محل کا خانوادہ اپنے تمام تر اوصاف حمیدہ کے باوجود اپنے جن کارناموں سے شہرہ آفاق رہا ہے وہ ان کی علمی خدمات ہیں اور میں سمجھتا ہوں اس حقیقت سے مجال انکار کسی کو نہیں۔

امام العلماء قیام الملت والدّین حضرت علامہ محمد قیام الدین عبدالباری علیہ الرحمہ ولادت ۱۲۹۵ھ وفات ۱۳۴۴ھ اسی خانوادہ کے چشم وچراغ اور علمی روایات کے امین تھے۔ مطالعہ سے عیاں ہے کہ آپ نے اپنی مختصر سی زندگی میں ایسے عظیم الشان کارنامے انجام دیئے جن پر ملت اسلامیہ کو بجا طور پر فخر ہے۔

ولادت:

مولانا عبدالباری فرنگی محلی حیات اور خدمات کی مؤلفہ نزہت فاطمہ لکھتی ہیں۔ مولانا صاحب کی ولادت ۱۰ ربیع الثانی یوم یکشنبہ ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۷۸ء بمقام محل سرا فرنگی محل ہوئی چونکہ پیدائش رات کے وقت ہوئی اس لئے کتابوں میں ۱۱ ربیع الثانی درج ہے۔ ۱

تذکرہ علماء فرنگی محل کے مؤلف مولانا عنایت اللہ فرنگی محلی لکھتے ہیں۔

اس آفتاب عزوکمال کا طلوع ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۹۵ھ یوم یکشنبہ مطابق ۱۴ اپریل ۱۸۷۸ء کو ملک العلماء ملا حیدر کی محل سرائے سے ہوا۔ ۲؎

دونوں تذکرہ نگار نے صرف قمری تاریخ میں موافقت کی ہے جبکہ سن پیدائش کے بارے میں دونوں مختلف البیاین ہیں البتہ اتنا تو طے ہے کہ مولانا کی ولادت انیسویں صدی عیسویں کی آٹھویں دہائی کے درمیان ہوئی۔

نام ونسب:

آپ کا اصل نام وہی ہے جس نام سے آپ کو دائمی شہرت ملی۔ مولانا عنایت اللہ صاحب رقمطراز ہیں۔

جدامجد نے قیام الدین محمد عبدالباری اسم گرامی تجویز کیا سچ ہے ان اسماء بنی آدم تنزل من السماء خدا نے اس نام کی برکت سے مولانا کو واقعی قیام الملت والدّین بنا دیا۔ ۳؎

آپ کا سلسلہ نسب میزبان مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء صحابی رسول حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے اور اسی نسبت سے علماء فرنگی محل اپنے آپ کو انصاری لکھتے ہیں۔

شجرہ نسب اس طرح ہے۔

مولانا قیام الدین عبدالباری ابن مولانا عبدالوہاب ابن مولانا عبدالرزاق ابن مولانا جمال الدین ابن مولانا علاؤالدین ابن ملا احمد انوار الحق ابن ملا عبدالحق ابن ملا سعید ابن ملا قطب الدین شہید سہالوی قدس سرہٗ جو صحابی رسول حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ کی اولاد میں ہیں۔ ۴؎

تعلیم وتربیت:

مولانا نے جس گھرانے میں اپنی آنکھیں کھولیں وہاں علوم نبویہ کی دولت لازوال سے

سرفراز ہونا ایک فطری امر تھا کیونکہ اپنے ہی خاندان میں جید علماء وفضلاء اور صاحب حال صوفیاء کی ایک جماعت پہلے سے ہی موجود تھی اوپر سے دور دراز مقامات سے متلاشیان گوہر علم کی کشاں کشاں آمد اور وقت کے بڑے بڑے فقہا ومشائخ کا آنا جانا نیز مسائل شرعیہ کے حل کے لئے عوام الناس کا رجوع کرنا ان سب چیزوں نے مل کر ایک ایسا پر بہار ماحول قائم کر دیا تھا جس میں نخواستہ مزاج شخص بھی خواستگاروں کی بھیڑ میں نظر آتا تھا۔ چنانچہ مولانا کی پرورش و پرداخت پر اس عرفانی ماحول کا ایسا کامل اثر مرتب ہوا کہ قلیل عرصہ میں مولانا کو اپنے وقت کے مروجہ تمام علوم وفنون پر مکمل گرفت حاصل ہو چکی تھی۔

آپ کی تعلیمی سرگرمیوں کا ایک سرسری جائزہ پیش کرتے ہوئے مولانا عنایت اللہ صاحب لکھتے ہیں۔

جب عمر مبارک پانچ سال کی ہوئی جد امجد کی خدمت میں اسم تسمیہ خوانی ادا ہوئی اور قرآن شریف حافظ حاتم علی صاحب اور بعد کو حافظ عبدالوہاب صاحب نبیرہ نواب ظہیر الدولہ مرحوم سے حفظ کیا اور فارسی وحساب وغیرہ کی تعلیم متفرق اساتذہ سے حاصل کی اس کے بعد کتب درسیہ کی تحصیل شروع فرمائی ۱۳۱۸ھ میں ختم درس فرمایا۔ ۵

اساتذہ:

میزان سے لیکر متوسطات تک اکثر کتب حضرت مولانا عبدالباقی مدظلہ العالی سے پڑھی۔۔۔۔۔۔۔قطبی مع حاشیۂ سید، میبذی، خلاصۃ الحساب، اقلیدس، تفسیر جلالین اور نفحۃ الیمن مولانا غلام احمد پنجابی سے پڑھیں مطولات میں سے اکثر معقولات مثلاً شرح مسلم ملا حمد اللہ سندیلوی، قاضی مبارک، حواشی میر زاہد بر ملال جلال وبر امور عامہ، شرح مواقف، شرح ہدایۃ الحکمت للشرازی، شمس بازغہ، شرح ملخص للعلامہ الجغمینی بست باب الاصطرلاب، حاشیہ خیالی بر شرح عقائد نسفی اور اصول فقہ میں مسلم الثبوت مولانا عین القضاۃ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں ارو میر زاہد رسالہ مع حاشیہ مولانا غلام یحیٰی ودیگر منقولات مطولات مولانا عبدالباقی صاحب سے پڑھیں اور ہدایہ وصحیح بخاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دوبارہ استاذ الوقت

(غالباً مولانا عبدالحی علیہ الرحمہ) سے پڑھیں ختم کتب کے بعد مولانا عبدالباقی صاحب نے اپنے مرویات کی مع مسلسلات وغیرہ کے اپنے سامنے پڑھوا کر اجازت عنایت فرمائی۔٦

حرمین طیبین کا پہلا سفر:

۱۳۰۹ھ دور کمسنی میں اپنے والدین کریمین کے ہمراہ زیارت حرمین شریفین کے لئے تشریف لے گئے جب مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو وہاں کے محدث وفقیہ سید علی بن سید ظاہر وتری علیہ الرحمہ نے والد ماجد کے ساتھ آپ کو اور بڑے بھائی کو حدیث کی سند و اجازت عطا فرمائی۔ حالانکہ ابھی آپ محض چودہ سال کے تھے اس بنا پر آپ کے والد نے اعتراض بھی کیا۔

تذکرہ نگار لکھتے ہیں۔

مولانا کے والد ماجد نے سید علی وتری رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ میرے اس بچہ نے تو ابھی تک عربی شروع بھی نہیں کی ہے؟ محدث موصوف نے جواباً ارشاد فرمایا کہ میں نے ان کو اس طرح سند دی ہے جس طرح حافظ ابن حجر عسقلانی حافظ سیوطی (رحمہما اللہ) کو اجازت مرحمت فرمائی تھی۔٧

دوسرا سفر اور مشائخ کبار سے ملاقات و اجازات:

۱۳۲۱ھ میں ایک بار پھر حرمین شریفین سمیت بغداد و بصرہ کا سفر فرمایا۔ تمام مقامات مقدسہ میں اطمینان سے حاضری دی اور اس دیار کے کبار علماء و مشائخ کرام سے ملاقات اور علمی استفادہ کیا۔ بغداد شریف کی حاضری کے دوران فرزند غوث پاک نقیب الاشراف سید عبدالرحمن گیلانی علیہ الرحمہ نے اجازت سلاسل کے علاوہ سند حدیث بھی مرحمت فرمائی۔

چونکہ ۱۳۲۱ھ شہر شعبان ہی میں آپ نے رخت سفر باندھا تھا اس لئے مقامات طیبہ کی زیارت کے بعد شروع ذی الحجہ میں حج کے لئے تشریف لے گئے حج سے فارغ ہونے کے بعد مدینۃ الرسول حاضر ہوئے اور سبز گنبد کے ملکوتی سایوں میں خوب اکتساب فیض کیا۔ اس دوران محدث وقت حضرت سید علی وتری رحمۃ اللہ علیہ سے درس حدیث بھی لیا اور ان سے و دیگر اجلۂ علماء سے سند حدیث بھی حاصل کی اور ایک طویل مدت تک انوار رسول و تجلیات ربانی سے مالا

مال خطے میں قیام کرنے کے بعد یکم رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ میں وطن واپس ہوئے۔ ۸

مولانا کا مسلک اور عقائد ونظریات

مولانا کی پوری زندگی مذہب حقہ کے اثبات اور فقہ حنفی کی اشاعت میں گذری۔ آپ اپنی تحریر وقلم کے ذریعہ تاحیات اعدائے دین اور گستاخان رسول کی سرکوبی کرتے رہے حتی کہ وقت کے ایک زبردست سیاسی قائد ہونے کے باوجود اپنے عقائد ونظریات کے تصلب میں کوئی حرف نہیں آنے دیا۔

ہمیں سخت حیرانی ہوتی ہے مولانا کے ان بدخواہوں پر جو دوایک فروعی اختلاف کولیکر مولانا جیسے اہل سنت کے تاجدار کے عقائد ونظریات کو مشکوک وشکستہ بنانے کی کوشش کررہے ہیں اللہ تعالی بہتر جانتا ہے کہ ان حرکتوں کے پس پردہ کونسا جذبہ کارفرما ہے مگر اس اس طرح کی غلط ذہنی پرورش سے ملت کو جو خسارہ ہورہا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔

مولانا کے عقائد ونظریات کے تعلق سے کسی صفائی پیش کرنے کی حالانکہ قطعی کوئی ضرورت نہیں تاہم شک وارتیاب کے شکار ذہنوں کی صفائی تسکین قلب کے لئے اس کا ذکر مناسب سمجھتا ہوں۔

اس وقت "فتاوئی قیام الملت والدین حصہ اول" کا ایک پرانا نسخہ میرے پیش نظر ہے جو فرنگی محل کے اکابر علماء کے فتوؤں پر مشتمل ہے جس کی جمع وترتیب کا کام خود مولانا نے انجام دیا تھا۔ اس میں مولانا نے ایک خاص رعایت یہ برتی ہے کہ جہاں کہیں آپ کو کچھ کمی نظر آئی یا کچھ تردد ہوا تو اس کے آگے "جامع الفتاوئی" کا نوٹ لگا کر تسلی بخش وضاحت فرمادی ہے۔

پیش ہے فتائی قیام الملت کی روشنی میں مولانا کے افکار وعقائد کی چند جھلکیاں۔

۱- جو شخص اس بات کا قائل ہو کہ خدا تعالی کا جھوٹ بولنا ممکن ہے وہ کافر ہے۔ ص/ ۲۷۳

۲- جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آنے کو ممکن قرار دے کافر ہے۔ ص/ ۳۷

۳- رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام متعلقات کی توہین کفر ہے: ص ۱۶۷

۴- نبی اکرم صلی اللہ علیہ اسلم کو بعطائے الہی علم غیب حاصل تھا بلکہ جمیع ماکان وما یکون کا علم

آپ کو دیا گیا۔ص/ ۱۹۰/ ۶۹

۵- انبیاء اور اولیاء کو علم غیب سے بالکل خالی سمجھنا معاذ اللہ کفر سے خالی نہیں کیونکہ اس سے بعض آیات قرآنیہ و وسعت قدرت کا انکار لازم آتا ہے۔ص/ ۷۷

۶- اہل سنت و جماعت کے نزدیک صراحتاً ثابت ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اولین، آخرین، ماضی، مستقبل، بدء خلق تا قیامت، ما کان وما یکون بلکہ تمام جزء اور کل کا علم عطا فرمایا ہے۔ص/ ۴۷

۷- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شفیع ہونے میں شک کرنے والا یا تو دشمن رسول ہے یا ملحد و بے دین ہے یا پھر زندیق ہے۔ص/ ۷۸

۸- میلاد شریف کو کسی کے جنم دن وغیرہ سے تشبیہ دینا کفر ہے۔ص/ ۱۶۷

۹- قیام بوقت ذکر ولادت خیر الانام جائز و مستحسن ہے اور احادیث سے ثابت ہے۔ ص/ ۹۷

۱۰- مزار پر چادر فاتحہ اور مٹھائی پیش کرنا مستحسن ہے۔ص/ ۱۷۷

۱۱- اثار بزرگان و تبرکات کی تعظیم جائز ہے۔ص/ ۱۸۲

۱۲- مصنف تقویۃ الایمان نے بلاشبہ (مولوی اسماعیل دہلوی) توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ص/ ۱۹۰

۱۳- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین مؤمن تھے۔ص ۱۹۴

۱۴- انبیاء کرام علیہم السلام اور ملائکہ کے سوا کوئی بھی معصوم عن الخطا نہیں ص/ ۲۷۵

۱۵- خلیفہ برحق علی الترتیب سیدنا صدیق اکبر پھر سیدنا عمر فاروق، پھر سیدنا عثمان غنی، پھر سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنھم ہیں۔ص ۲۰۳

۱۶- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے سلسلے میں بدظنی سے زبان اور دل کو بچانا واجب ہے۔ص/ ۲۵۸

۱۷- جو شخص یزید پلید کو امام برحق اور سید الشہداء کو باغی کہے، گمراہ و گناہ گار ہے اس پر توبہ

واجب ہے۔ص/ ۲۱۲

۱۸- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نور ہیں یہی عقیدہ صحیح ہے۔ص/ ۳۰

۱۹- بحق نبی دعا میں کہنا بمعنی وسیلہ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے ثابت ہے۔ ص/ ۳۰

۲۰- عبدالنبی، عبدالرسول نام رکھنا جائز ہے ص/ ۳۷۸

۲۱- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دافع البلاء والوباء، والقحط والمرض والالم کہنا بالکل جائز ہے اور درود تاج کے تمام مندرجات درست ہیں۔ص/ ۸۱

۲۲- ذکر مولود شریف بدعت سیۂ ہرگز نہیں بلکہ امر مندوب ہے۔ص/ ۸۶

۲۳- قیام بوقت صلوٰۃ وسلام کو جو لوگ بدعت سیہ کہتے ہیں وہ خطا کرتے ہیں۔ص/ ۱۰۱

۲۴- نام اقدس سن کر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا مستحب ہے۔ص/ ۱۰۷

۲۵- جو شخص میلاد شریف کی توہین کرے مسلمانوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ص/ ۱۰۶

۲۶- فرقہ وہابیہ فرقہ مفسدین اس کے پیچھے نماز درست نہیں۔اپنے عقائد کے تحفظ کے لئے ان کے ساتھ مخالطت اور مجالست اور ان کو اپنی مسجد میں آنے دینا جائز نہیں ص/ ۲۷۲/ ۲۷۳

۲۷- حقیقت کی آگاہی کے بغیر کسی پر لعن طعن کرنا الزام لگانا وہابی اور بے ایمان کہنا ہر مسلمان کے حق میں کبیرہ ہے۔ص/ ۳۱۹

تدریسی خدمات اور تلامذہ

فرنگی محل اس وقت مرکز علم وفن بنا ہوا تھا۔دور دراز مقامات سے طلبہ تحصیل علوم کیلئے یہاں کثرت سے آیا کرتے تھے اور آپ نے ان کی علمی تشنگی کی تسکین کے لئے مدرسہ "نظامیہ" قائم کر رکھا تھا۔جس میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم بھی پڑھائے جاتے تھے۔اور آپ بذات خود اس میں درس دیا کرتے تھے۔جس کی بدولت یہ مدرسہ چند ہی ایام میں اپنی شہرت کی معراج کمال تک پہنچ گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ملک و بیرون ملک میں آپ سے اکتساب

فیض کرنے والوں کی ایک بڑی جماعت تیار ہوگئی جن کی علمی نشانیاں آج بھی موجود ہیں۔

آپ کے تلامذہ دائرہ شمار سے اس لئے باہر ہے کہ نہ آپ نے اس کی باضابطہ کوئی فہرست مرتب فرمائی تھی اور نہ کبھی اس کی ضرورت محسوس کی البتہ آپ کے تذکرہ نگاروں نے اپنی معلومات کے مطابق جو فہرست ترتیب دی ہے وہ کافی طویل ہے جس میں اکثریت ایسے علماء وفضلاء کی ہے جن کی علمی خدمات سے اسلامی دنیا کا بیشتر حصہ مالا مال ہے۔ چند معروف اسماء یہ ہیں۔

مولانا عبدالقادر صاحب فرنگی محلی، مولانا قطب میاں صاحب فرنگی محلی، محدث اعظم ہند مولانا سید محمد اشرفی کچھوچھوی، مولانا سید محی الدین اشرف کچھوچھوی، مولانا عبدالحمید صاحب بنگلہ دیشی، مولانا غلام جیلانی صاحب اعظمی، مولانا سید نورالحسن صاحب اجمیری، مولانا سید محمد احمد صاحب اجمیری، مولانا محمد میاں صاحب الہ آبادی، مولانا شاہ حیات احمد صاحب ردولوی وغیرھم۔

تصانیف:

مولانا نے اپنے پیچھے مختلف موضوعات پر مشتمل علمی تصنیفات کا ایک عظیم ذخیرہ چھوڑا ہے۔ تذکرہ علماء فرنگی محل کے مؤلف نے آپ کی تصنیفات کی ایک نا تمام فہرست پیش کی ہے جو حسب ذیل ہیں۔

علم صرف (۱) تحفۃ الاخوان (۲) ہدیۃ الخلان[۱] (۳) المنتخب (۴) سلسلۃ الذہب (۵) تسہیل الصرف (۶) جامع الفوائد (۷) ارتقاء الشرف (۸) مقدمۃ الصرف (۹) شرح ہدایۃ الصرف (۱۰) شرح فصول اکبری

علم نحو (۱۱) نورالصباح شرح المصباح (۱۲) ہدیۃ الطلبہ (۱۳) شرح ہدایۃ النحو (۱۴) حاشیہ الفیہ

حکمت (۱۵) تحفۃ الاصحاب (۱۶) عین الصواب (۱۷) حاشیۃ النافعہ علی ظلفرۃ الزاویہ[۲]۔ (۱۸) رسالہ فی الھیئۃ القدیمہ والجدیدہ

منطق (۱۹) اعتصام الاذہان (۲۰) شرح الایساغوجی (۲۱) تقریب الاذہان

۱۔ ہدیۃ الخلافت ۲۔ حاشیۃ نافعہ علی ظفر الذاہب (حیات وخدمات۔ از نزہت فاطمہ)

فقہ (۲۲) الانصاف فی الاوقاف (۲۳) الدررالفاخرہ للذریۃ الطاہرہ (۲۴) العمل المغفور (۲۵) رحمۃ الغفور (۲۶) خیرالزاد (۲۷) الفیض الرحمانی (۲۸) قرۃ العین (۲۹) حیات اولی الالباب (۳۰) الخطر (۳۱) رسالہ فی تحقیق الجزیہ (۳۲) احقاق السماع (۳۳) احسن القربات (۳۴) رجم الشیطان (۳۵) غایۃ المامول (۳۶) القول المؤید (۳۷) کشف الحال (۳۸) طعن الانسان (۳۹) التعلیق المختار (۴۰) رسالہ فی مسائل الطہارۃ (۴۱) ذب الطاعنین[1] (۴۲) خیرالدعا (۴۳) الحرز المصون (۴۴) رحمۃ الامۃ (۴۵) صرع الجان (۴۶) فتاویٰ قیام الملت والدین (۴۷) تعلیق الازہار (۴۸) البیان المسلم فی ترجمۃ الکلام المبرم فی نقض القول المحکم (۴۹) العمل الماجور بترجمۃ المبرور فی رد القول المنصور (۵۰) الجح المغفور بترجمۃ السعی المشکور فی رد المذہب الماثور (۵۱) محاسن جمیلہ (۵۲) سوق الایمان[2] (۵۳) رسائل متعلق ذبیحۃ البقر (۵۴) الاصلاح

فرائض (۵۵) کتاب الفرائض (۵۶) حاشیۂ سراجیہ (۵۷) الاظہار فی توریث الاماء والاصہار

کلام (۵۸) غایۃ الکلام (۵۹) زبدۃ الفرائد (۶۰) کتاب العقائد (۶۱) سائنس وکلام

اصول فقہ (۶۲) ملہم الملکوت شرح مسلم الثبوت (۶۳) نہایۃ الانکشاف فی درایۃ الاختلاف (۶۴) اعجاز الابصار شرح المنار

حدیث (۶۵) الآثار المحمدیہ (۶۶) الآثار المتصلہ (۶۷) الدرہ الباہرہ فی الاحادیث المتواترہ (۶۸) شفاء الصدور (۶۹) راحۃ الفواد (۷۰) الارشاد فی الاسناد (۷۱) الباقیات الصالحات (۷۲) الہیاکل المعنویہ فی شمائل النبویہ (۷۳) اربعین حدیث (۳عدد) (۷۴) آثار الامامۃ (۷۵) الاربعین الزاجرہ فی الحوادث الحاضرہ (۷۶) المذہب المؤید بما ذہب الیہ احمد (۷۷) ہدیۃ الطیبہ لصلۃ ابن ابی شیبہ (۷۸) الذہب عن ابی حنیفہ بما طعن بہ ابن قتیبہ

تفسیر (۷۹) فیض القادر تفسیر آیۃ الفاخر (۸۰) بیان القرآن (۸۱) تفسیر الطاف الرحمن

۱؎ ذب الطاعنین۔ ۲؎ صوت الایمان (حیات وخدمات از: نزہت فاطمہ)

سیر (۸۲) تنویر الصحیفہ (۸۳) شہادت الحسین (۸۴) تنشیط المجین (۸۵) رسالہ فی الوفات (۸۶) رسالہ فی المعراج (۸۷) مختصر التاریخ (۸۸) اصول التاریخ (۸۹) الاثار الاول (۹۰) تحفۃ الاخلاء (۹۱) جلاء الابصار (۹۲) الھدایۃ المنیفہ (۹۳) الرحلۃ الوافیہ (۹۴) الرحلۃ الحجازیہ (۹۵) حسرت المستر شدلوصال المرشد (۹۶) عرس حضرت بانسہ (۹۷) ملفوظ حضرت سید السادات (۹۸) مقدمۃ التعلیق المختار علی کتاب الآثار (۹۹) تسہیل المنہج فی اسماء رجال کتاب الحج (۱۰۰) مقدمہ حاشیہ سیر صغیر و سیر کبیر

تصوف و سلوک (۱۰۱) افضل الشمائل (۱۰۲) سبیل الرشاد[۱] (۱۰۳) رسالۃ النصیحہ (۱۰۴) نظم الفوائد (۵) محاسن یوسفی (۱۰۶) حاشیہ فصوص الحکم (۱۰۷) رسالہ اذکار واشغال

ادب (۱۰۸) حاشیہ حماسہ (۱۰۹) شرح قصیدہ بردہ۔

ان تصانیف کے علاوہ مختلف کتب درسیہ پر حواشی ہیں جیسے حاشیہ شرح مسلم قاضی، حاشیہ میر زاہد، رسالہ حاشیہ علی حاشیہ غلام یحیٰ، حاشیہ شرح ھدایۃ الحکمۃ، حاشیہ شمس بازغہ، حاشیہ نور الانوار، حاشیہ اصول بزدوی، حاشیہ شرح مشکوٰۃ اور رسالہ سائنس وکلام جس کی چونتیس جلدیں ہیں ان میں سے صرف ایک جلد شائع ہوئی۔۹۔

اخلاق واوصاف:

آپ حسین ووجیہ چہرہ اور میانہ قدوقامت کے مالک تھے۔ سراپا وقار وتمکنت میں ڈوبا ہوا دیکھنے والا پہلی ہی نظر میں مرعوب ہوجاتا تھا مگر ملنسار اسقدر کہ ایک ہی ملاقات میں آدمی برسوں کی صحبت کا لطف اٹھائے۔

ہر چیز شرعی نقطہ نظر سے دیکھتے اور ہر کام دائرہ شریعت میں رہ کرانجام دیتے۔ سیاست میں حالانکہ آپ کو بلند پائیگی حاصل تھی مگر شریعت اسلامیہ اور قوم وملت کے مفاد کا اتنا خیال کہ اسی کو اپنی سیاست وقیادت کا عنوان خاص بنائے رکھا۔

ہمہ وقت باوضو رہا کرتے نماز پنجگانہ کبھی قضا نہ ہونے دی سوائے ایکبار کے کہ دوران

ا۔ سبیل الارشاد۔ (حیات وخدمات از: نزہت فاطمہ)